Fikr-o-Nasar (Islamabad) 22:3 (1985)

شیخ عبدالوھاب متقی

محمد صغیر حسن معصومی

دلی کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دھلوی (۱)(م۱۰۵۲) کے شیخ طریقت اور جلیـل القدر استاد کا نام نامی حضرت شیخ عبدالوھاب متقی تھا ، یہ شیخ ولی اللہ کے بیٹے اور مالوہ کے پرانے راجدھانی مندو (۲) کے ایک نہایت شریف خانوادے کے چشم و چراغ تھے ، زمانے کی بوقلمونی سے شیخ ولی اللہ اپنے فرزند اور اھل و عیال کو ساتھ لے کر مندو (منڈو) سے نقل مکانی کرکے برھان پور میں جا آباد ھوئے ۔

شیخ عبدالوھاب کی طفولیت ھی کا زمانہ تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا ، جب سن شعور کو پھنچے تو سفر کیلئے اٹھ کھڑے ھوئے ، اور رضائے الھی سے گجرات ، دکن اور سیلون میں سیاحت کرتے رھے ، اکثر و بیشتر تین شبانہ یوم سے زیادہ کھیں قیام نھیں کرتے تھے اور اگر کسی جگہ زیادہ دنوں تک ٹھھرتے بھی تو کسی ذی علم بزرگ کی صحبت میں علم کے حصول میں کوشاں رھتے ۔

مکۃ معظمہ کی طرف ھجرت :

عنفوان شباب ھی میں جب کہ ابھی تقریباً بیس سال کے تھے کہ شیخ عبدالوھاب کو شوق سفر مکہ معظمہ لے گیا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

که عرب کے مشہور محدث و مؤرخ شیخ علی المتقی کی علمی شہرت عروج پر تھی ۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کے استاد کے خلف شیخ عبدالوهاب تشریف لائے هوئے هیں تو ان سے ملاقات کی ۔ شیخ نے دیکھا کہ شیخ عبدالوهاب نہایت خوشنویس هیں ، بڑے احترام و محبت سے پیش آئے اور خواهش ظاهر کی که ان کی کتابوں کی نقلیں تیار کریں ۔ شیخ عبدالوهاب بچپن میں اپنے والد سے ان کا ذکر سن چکے تھے ، بلکه ان کے والد نے هدایت کی تھی که وہ شیخ علی اور ان کے جیسے اهل علم کی صحبت میں رہ کر علم کی تحصیل کریں ۔ چنانچه شیخ عبدالوهاب نے شیخ علی کی پیش کش فوراً قبول کر لی اور ان کی تالیفات کی کتابت کے لئے تیار هو گئے ۔

شیخ عبدالوهاب کو خط نستعلیق میں مهارت تھی ، اور قرآن و حدیث کی کتابت اهل زهد و تصوف خط نسخ میں بالعموم کیا کرتے تھے ۔ شیخ علی کو خواهش هوئی که شیخ عبدالوهاب خط نسخ میں بھی مهارت حاصل کریں ، اورانکی کتابیں نسخ هی میں نقل‌کریں (۳)

شیخ عبدالوهاب نے بہت جلد خط نسخ کی مشق میں کمال حاصل کر لیا ، اور شیخ علی کی مؤلفات نقل کرنے میں مشغول هو گئے ۔ شیخ علی کی کتابوں کو نه صرف جمع کیا اور نقل کیا بلکه نقل شدہ نسخوں کا مقابلہ اصل کے ساتھ محنت کے ساتھ کرتے اور تصحیح کا کام بھی انجام دینے لگے ۔ خوشنویسی کے ساتھ الله تعالی نے ان کو زود نویس بھی بنایا تھا ، چنانچه هزار هزار سطروں کو ایک دن میں لکھ ڈالتے ، اور بارہ هزار سطروں کی نقل بارہ دنوں میں مکمل کر دیتے ۔ انهوں نے شیخ علی متقی کے اکثر علمی کارناموں کو نه صرف نقل کیا ، بلکه ان کی ترتیب اور تصحیح کا کام بھی انجام

دیا (۴) ۔

انہی ایام میں قضاکار ، مکہ معظمہ میں سخت قحط پڑا ، شیخ بھی اس سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ پھر بھی اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کی کتابوں کی کتابت قبول نہیں کی ، اور بینگن کے چند قاشوں پر اپنی گذر اوقات کرنے لگے ، بینگن کے ٹکڑوں کو نمک لگا کر محفوظ کر لیتے اور محض چند قاش کھا کر پورا دن گذار دیتے۔

شیخ علی کے ساتھ انکی عقیدت :

شیخ عبدالوھاب اپنے استاد شیخ علی کی متابعت میں سرگرم رہے اور ان کی رضاجوئی میں ھمیشہ سعی کرتے رہے ، درحقیقت اس جدوجہد میں انہوں نے اپنے کو فنا کر دیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باطن و ظاھر کے تزکیہ میں کمال حاصل کیا ۔ اور تزکیۂ نفس میں اس قدر ترقی حاصل کی کہ ان کو اپنے شیخ کی رفاقت نصیب ہوئی ۔ ایک موقع پر شیخ نے کھلے الفاظ میں فرمایا : ” ایک موقع پر جب میں نے اللہ کی راہ میں ایک ساتھی پایا تو یقین ھو گیا کہ یہ عبدالوھاب ھیں(۵)۔

شیخ کی نصیحت :

شیخ عبدالوھاب بیان فرماتے ھیں :” شیخ کی خواھش ہوئی کہ میں غنا پر فقر کی فضیلت کا اقرار کروں ، انہوں نے یہ بھی نصیحت کی کہ اس عقیدے پر سختی کے ساتھ قائم رھوں ، کیونکہ خود ان کو اس اعتقاد پر لذت محسوس ہوتی رھی تھی ۔

شیخ کا بیان ہے کہ اس اقرار کے بعد مجھے ان کا تلمذ حاصل ھو گیا اور شیخ علی متقی نے ارادت کے لئے اپنا ھاتھ میرے ھاتھوں میں ڈالا اور اپنی صحبت میں ماہ جمادی الاولی ۹۶۳ ھ مطابق مارچ

۱۵۵۶ء میں میری حاضری کو قبول کیا ۔ اس وقت سے برابر ان کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ شیخ نے دوسری تاریخ ماہ جمادی الاولی ۹۷۵ ھجری مطابق ۴ نومبر ۱۵٦۷ء میں رحلت فرمائی ۔

شیخ عبدالوہاب شیخ علی کی خدمت میں بارہ سال وابستہ رہے ، اور ٦۴ سال کی عمر میں ۱۰۰۱ھجری ۱۵۹۲ء میں اس دارفانی سے عالم بقا کو کوچ کیا ۔ مکۂ معظمہ میں ۴۴ (چوالیس) سال ان کا قیام رہا ، اور اسی تعداد کے مطابق حج کی سعادت سے مشرف ہوئے (٦) ۔

شیخ کے اخلاق و فضائل :

شیخ عبدالوہاب اپنے شاگردوں اور مریدوں پر بڑے مہربان تھے ، اور حاجت مندوں اور غریبوں کی امداد و اعانت کے لئے مشہور تھے ۔ اپنے استاد و شیخ کے نہایت لائق اور سچے جانشین تھے ۔ حرمین شریفین ، یمن ، مصر اور شام کے علماء و فضلاء ان کی عزت اور بے حد احترام کرتے تھے ، اور انہیں شیخ ابوالحسن شاذلی کے مرید شیخ ابوالعباس مرسی کا نہایت قریبی مرید سمجھتے تھے ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں : یمن کے ایک بڑے مشہور عالم نے حرمین شریفین کے لوگوں کو ان کے متعلق لکھا :

„علیکم یا اهل الحرمین بالشمعة المضیئة من الله فیکم فاستضیئوا به „

„اے اہل مکہ و مدینہ اپنے درمیان اس روشن شمع کی صحبت لازم پکڑو اور ان کی روشنی سے استفادہ کرو „ ۔

یمن کے ایک مشہور و معروف عالم سید حاتم کو مکے میں شیخ سے ملنے کی آرزو ہوئی ، جب انہوں نے باریابی کی اجازت چاہی تو شیخ نے ان کو پیغام بھیجا :„ دلوں کا ملنا کافی ہے ، جسمانی ملاقات مطلوب نہیں „ .اس پیغام سے سید مطمئن ہوگئے اور کوچ کرگئے (۷) ۔

شیخ عبدالحق بیان کرتے ھیں کہ جب وہ خود ھندوستان واپس جانے کی تیاری کر رھے تھے تو یمن کے لوگوں سے انہوں نے سنا کہ سید حاتم نے دوبارہ ارادہ کیا کہ حج کے زمانے میں شیخ کو دیکھیں ۔

شیخ عبدالحق رقمطراز ھیں کہ جب وہ حزب البحر نقل کر رھے تھے تو ایک بڑے مشہور بزرگ شیخ علاؤالدین نامی ان کی ملاقات کو تشریف لائے ۔ ان فاضل بزرگ نے ان سے پوچھا : „ آپ کیا لکھ رھے ھیں ؟ " جواب دیا :„ یہ حزب البحر ہے ، میں اس کو نقل کر رھا ھوں کہ اپنی واپسی سفر میں کشتی میں پڑھوں گا " ۔ شیخ علاؤالدین نے پھر پوچھا :„ کیا کسی سے اس کے پڑھنے کی اجازت لی ہے ؟ ۔ شیخ نے جواب میں فرمایا :„ ھاں . میں شیخ عبدالوھاب متقی سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کرونگا " ۔ پھر سوال کیا :„کیا آپ شیخ عبدالوھاب کو جانتے ھیں " شیخ علاؤالدین کو جواب دیا : „جی ھاں . میں ان کی خدمت میں دو سال رھا ھوں " شیخ نے فرمایا : „آپ کو خوشخبری ھو : آپ کا حج مقبول اور آپ کی محنت کا صلہ محفوظ ۔ شیخ عبدالحق نے کہا :„ آپ یہ کیسے کہتے ھیں " ؟ شیخ علاؤالدین نے جواب دیا : میں یمن کے شہروں میں سفر کرتا رھا ،اور علماء ، فضلاء اور وھاں کے غریبوں سے ملتا رھا ، سب بالاتفاق شیخ کی تعریف میں رطب اللسان رھے ھیں ، اور ان کو „ اپنے وقت کا قطب مکہ " سمجھتے ھیں (٨) ۔

شیخ کا طریقہ تصوف :

شیخ صوفیانہ حقائق پر مشتمل کتابوں کو پڑھانا پسند نہ فرماتے تھے اور شیخ ابن العربی کی کتاب فصوص الحکم جیسی کتابوں میں مشغول ھونے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے ۔ اور نہ ان کتابوں پر فقہاء

اور متکلمین کی عادت دیرینہ کے مطابق نقد و تبصرہ فرماتے تھے ـ ان کی ہدایت ہمیشہ یہ رہی کہ اہل السنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق اپنا عقیدہ ظاہر و باطن طور پر درست رکھنا چاہیئے اپنے ایمان و عقیدے کی پختگی حاصل کرنے کے بعد اہل باطن کی تحریرات سے واقفیت حاصل کرنا چاہیئے ، اور اہل باطن کے رموز و امثال و مباحث کا مطالعہ کرنا چاہیئے ـ مشکوک و مشکل مقامات سے گذرتے ہوئے اپنے مطالعے کے دوران ہرگز شکوک و شبہات کو جو پیش آئیں اہمیت نہ دیں ، وقتاً فوقتاً یہ شبہات خود بخود رفع ہو جاتے ہیں ، ان کتابوں کے ذریعہ اپنے کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں ، یہاں تک کہ مہمل اور باطل مباحث سن کر کبھی تعصب و ناپسندیدگی کا تأثر ظاہر نہ ہونے دیں ـ اگر کوئی شخص غوروخوض کے بعد کسی بات کا رد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے ، ورنہ سنی سنائی باتوں سے متأثر ہوئے بغیر مطالعہ جاری رکھے ـ

شیخ عبدالوہاب عدن کے بزرگ صوفی شیخ عبدالکریم الجیلی کی کتاب « الانسان الکامل » کے بڑے مداح اور اس سے بہت متأثر تھے ـ

اہل السنت والجماعت کے طریقے پر شیخ ریاضت باطنی میں مشغول رہنے کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اہل باطن کے لئے شرط سمجھتے تھے ـ وہ نظریۂ وحدۃ الوجود کی معرفت کو صوفیا کے طریقے پر گامزن ہونے کیلئے ضروری نہیں سمجھتے تھے ـ اور فصوص میں ابن عربی کے بیان کردہ نکتے کو اہمیت نہیں دیتے تھے ـ

اگرچہ شیخ محفل سماع میں حاضری پر مشائخ پر جرح و قدح نہیں کرتے تھے کہ یہ محفل اللہ تعالی کے حمد اور پیغمبر اسلام کی

نعت کے اشعار سننے کو ترتیب دی جاتی ہے ، لیکن اپنے عقیدت مندوں کے لئے اس عمل کو پسند نہ فرماتے تھے ۔ راہ چلتے گانے کی آواز سن کر دھیان نہ دیتے اور اس عمل کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے ۔ ایک بار شیخ عبدالحق نے سماع کی محفلوں کے بارے میں جو ان دنوں ہندوستان میں بڑے اہتمام کے ساتھ منعقد کی جاتی تھیں شیخ کا فیصلہ جاننا چاہا ، شیخ نے واضح طور پر کہا کہ اس عمل کی اجازت نہیں اور اس سے احتراز ضروری ہے (۹) ۔

ان کا خـــاندان

شیخ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ناکتخدائی میں گذارا ۔ جن دنوں وہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے وہ غیر شادی شدہ تھے ۔ جب چالیس پچاس کے درمیان ان کی عمر تھی تو انہوں نے شادی کی ۔ شادی سے پہلے انہوں نے جو کچھ کتابوں کی نقل سے لوگوں سے حاصل کیا تھا سب کو غریبوں اور حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا ۔ صرف اپنے لیے کتابوں کے لیے اور کپڑے اور خوراک کے لئے کچھ رقم اپنے پاس رکھی ۔ شادی کے بعد اگرچہ اپنے خاندان کے لوگوں اور قرابتداروں کو ترجیح دیتے تھے مگر ناداروں اور محتاجوں سے غافل نہ رہتے تھے ۔ ہندوستان سے آئے ہوئے ناداروں کی وہ ہمیشہ مدد کرتے تھے اور ان کی خوراک ، کپڑے اور کچھ رقم کا بندوبست کرتے ۔ جو لوگ خاص طور پر پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کا ارادہ رکھتے تھے ،انکی خاص طور پر اعانت کرتے تھے (۱۰) ۔

شیخ کی تعلیمات

یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے معاصرین علماء و فضلاء پر شیخ کو سارے

علوم شرعیه میں سبقت حاصل تھی ۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ عربی لغت کی مشہور کتاب قاموس کے سارے مضامین کے گویا وہ حافظ تھے ۔ فقہ و حدیث میں بھی کوئی ان کا مقابل نہ تھا ، ادب عربی اور دوسرے متعلقہ علوم میں بڑی نظر رکھتے تھے ۔ حرم شریف میں یہ علوم وہ ہمیشہ پڑھاتے رہے ۔

شیخ عبدالحق بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں ان کی بینائی کمزور ہو گئی اس پر بھی تدریسی اوقات کے بعد مفید کتابوں کے مقابلے کے بعد تصحیح کرنے اور مفید کتابوں اور نادر کتابوں کی نقل میں مشغول رہتے تھے ، اور ان کے نسخے طلباء کو فراہم کرتے تھے ۔

شیخ علم کو غذا سمجھتے تھے جس کی ضرورت ہر وقت اور ہر موقع پر ہوتی ہے ۔ وہ ہمیشہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو مطالعے کی ترغیب دیتے اور لوگوں میں علم فراہم کرنے کی تلقین کرتے تھے ۔

ان کی رائے میں لگاتار مطالعہ کرنے سے علم کو ہر طرح کے نقص و مرض سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے ۔ وہ خاص طور پر رمضان کے مبارک مہینے کے آخری عشرہ میں ، ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اور دوسرے خاص فضیلت کے ایام میں مطالعہ میں مصروف رہنے کو ترجیح دیتے تھے ۔

شیخ سے جب یہ بیان کیا گیا کہ اکثر روحانی پیشوا اپنے مریدوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ ہمیشہ ذکر یعنی اللہ کی یاد میں اپنے کو مشغول رکھیں ، تو آپ نے وضاحت کی کہ جو لوگ کسی نیک کام میں مشغول رہتے ہیں تو وہ حقیقت میں برابر ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں ۔ نماز کی ادائیگی ، قرآن کریم کی تلاوت ، مذہبی علوم کی تعلیم اور نیکو کاری سب ذکر کی صورتیں ہیں ۔ سلف صالحین

• ہمیشہ علم کی اشاعت میں کوشاں رہتے تھے ۔ لوگوں کے اخلاق و اطوار اور طریق و روش کی اصلاح کی طرف خاص توجہ دیتے تھے تاکہ اخلاق حسنہ کے خوگر بنیں اور اعلی کیرکٹر کے حامل ہوں ۔

ایک خاص مرید نے دریافت کیا : ادائے صلوۃ اور ذکر کرنے میں کس کو ترجیح ہے ؟ شیخ نے جواب دیا : نماز ادا کرنا بڑا کارنامہ ہے ، لیکن ذکر کی مواظبت سے ایک قسم کی مواصلت حاصل ہوتی ہے جس سے ذاکر اپنے کو وحدت کی راہ میں فنا کے مرتبے کو پہنچاتا ہے اس تجربے کو شیخ نے نہایت خوشگوار لذت سے لطف اندوز ہونے سے تعبیر کیا کہ جب کوئی شخص اس لذت سے ایک بار بھی آشنا ہوتا ہے تو بار بار ہمیشہ اسی لذت کے حصول کی خوہش کرتا ہے(۱۱)۔

ایک بار تصفیہ قلب کیلئے دعوت کے طریقے (یعنی دعا کرنے اور خاص دعاؤں کے پڑھنے) کے متعلق استفسار کرنے پر کہ کچھ بزرگوں کا طریقہ خاص دعاء پڑھنے سے وصول الی اللہ مقصود ہوتا ہے ، آیا یہ حاصل ہوتا بھی ہے یا نہیں ، شیخ نے جواب دیا کہ خاص دعائیں ضرور نفع بخش ہوتی ہیں ، البتہ ایسے طریقوں کے دعویدار اخلاق حسنہ اور آداب و حسن سلوک سے عاری ہوتے ہیں ، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سخت گیری اور کڑے طور پر محاسبہ کرنے سے اپنی ذات کی اصلاح کرتے ہیں اور سرعت کے ساتھ ترقی منازل سے ہمکنار ہوتے ہیں ۔ شیخ ایسے دعویداروں کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے تھے اور اچھے عادات حاصل کرنے اور صبر سے کام لینے کی تلقین کرتے تھے ۔ شیخ نے مزید صراحت کی کہ ان کے شیخ ان طریقوں سے آشنا نہ تھے ، اور ہمیشہ شریعت و طریقت کے **متداول** علوم کی تعلیم دیتے تھے ۔

ایک مرتبہ جب شیخ نے شیخ عبدالحق کو شریعت اور طریقت کے علوم کی اجازت مرحمت فرمانا چاھی توشیخ عبدالحق نے پہلے شیخ موصوف سے دعاء سیفی کی اجازت حاصل کی کیونکہ شیخ اس دعا کے نہایت معتبر اعلی سند کے حامل تھے (۱۲) ۔ درحقیقت شیخ موصوف نے شیخ عبدالحق کو ان علوم کی عام اجازت سے نوازا تھا اور ان کو ھر طرح سے اپنا خلیفہ بنانے کا تہیہ کر لیا تھا ۔

شیخ نے اس بات کی صراحت بھی کی کہ ذکر کے مختلف طریقے اور مختلف وضع جن کو بزرگوں نے اپنایا اور جن کا ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ناپید ہے مفید ھو سکتے ھیں کہ ذکر کرنے میں ان سے بیحد تأثر پیدا ھوتا ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر خفی کے متعلق سوال کیا گیا کہ اللہ جلشانہ کا نام آھستہ آواز میں لینے اور اعادہ کرنے میں کیا فائدہ متصور ہے۔ شیخ نے پہلے ذکر خفی کا مفہوم واضح کیا کہ اللہ تعالی کا نام اس طرح لینا چاھیئے کہ ساتھ کے لوگ نہ سن سکیں ، لوگوں نے اس طریقۂ ذکر کو جاننا چاھا کہ جس یاد الٰھی میں زبان کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکے اور بعض صوفیاء کے خیال کے مطابق ، ذکر خفی ایسا ھو کہ خود دل کو اس کا شعور نہ ھو سکے ، شیخ نے بیان فرمایا کہ یہ ایک مختلف افسانہ ہے ، البتہ انہوں نے یہ واضح کیا کہ خفی ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تنہائی میں ذکر الٰھی کریں اور اس کا آخری درجہ یہ ہے کہ خود نفس کو یہ ذکر سنائی نہ دے (۱۳) ۔

شیخ عبدالحق بیان فرماتے ھیں کہ شیخ نے ایک بار ذکر کیا کہ بچپن میں اپنے والد کی معیت میں جب کسی فتنے کے خوف سے اپنے

ملک منڈو کو ترک کرنے کا عزم کیا اور راہ فرار اختیار کی تو اتفاق سے راستہ بھول گئے ، جنگل میں دونوں رواں دواں تھے ۔ کھانے پینے کو کوئی چیز دستیاب نہ تھی ، چونکہ شیخ ابھی بچے تھے ، بھوک سے بلبلا اٹھے اور رونے لگے ۔ ان کے والد نے ہزار دلاسا دیا ، کوئی اثر نہ ہوا ، یہ کہتے جاتے تھے کہ " کھانے کی چیز ابھی مل جائے گی ، نہ روؤ " ، دن آخر ہونے کو آیا تو دونوں کسی درخت پر چڑھ گئے کہ رات اسی پر گذاریں کیونکہ اس جنگل میں وحشی درندہ جانوروں کی کثرت تھی ۔ صبح سویرے انہوں نے درخت کے قریب ہی میٹھے پانی کا ایک چشمہ بہتا دیکھا ۔ ساتھ ہی ایک نہایت بوڑھے بزرگ نظر آئے جنھوں نے ان کو روٹیاں دیں اور ایک گاؤں کی طرف راهنمائی کر دی ۔ شیخ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ کھا پی چکے تو گاؤں کی طرف روانہ ہوئے ۔ بعد میں جب ہم لوگوں کو اطمینان نصیب ہوا تو شوق ہوا کہ ان بزرگ سے چل کر ملاقات کریں ، جنگل کی اسی جگہ پر جا پہنچے ، درخت تو کھڑا تھا ، لیکن وہاں کسی چشمے کا نام و نشان تک نہ تھا ، اور نہ ان بزرگ کا کہیں پتہ تھا ۔ تب ہمیں یقین آیا کہ یہ بوڑھے بزرگ درحقیقت خواجہ خضر علیہ السلام تھے جو اس جنگل میں ہماری مدد کو نمودار ہوئے تھے (۱۳) ۔

ایک مرتبہ " استدراج " کے موضوع پر بحث چھڑی ہوئی تھی ، موضوع بحث یہ تھا کہ آیا کسی غیر مسلم سے کوئی عجوبۂ روزگار کرامت صادر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں ۔ شیخ نے تصریح کی کہ باطنی تجربات اور ریاضت کرکے ایک فاسق نیز ایک ایجاد کرنے کی مہارت کا حامل کچھ ایسی طاقت حاصل کر لیتا ہے جس سے ان لوگوں کو جو اپنے مذہبی ایمان و اعتقاد میں ابھی مضبوط و پختہ

نہیں ہوئے ہیں اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔
چنانچہ شیخ نے خود اپنا ایک واقعہ مثال کے طور پر بیان فرمایا کہ جب وہ شہر مالابار میں تھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا ، شہر کے قاضی نے جن کا نام عبدالعزیز تھا اور شافعی مسلک کے تھے ۔ ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور احترام و ضیافت سے اپنا گرویدہ بنایا ، شیخ نے ان سے دریافت کیا کہ شہر میں کوئی ایسے اہل باطن صوفی بھی ہیں جن کی زیارت کی جائے ۔ قاضی نے ان سے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جس کی شہرت لوگوں میں تھی ، اور سب اسکے بیحد عقیدتمند تھے ، لیکن چونکہ یہ شخص بعض ممنوع کردار کا عادی تھا اس لئے خود قاضی صاحب اس کی صحبت سے اجتناب کرتے تھے ۔ ہم لوگ اس کی زیارت کو گئے ، یہ شخص ایک اونچی جگہ پر تھا جس کے گرد بہت سے مرد اور عورتیں تھیں ، جب ہم لوگ اس سے ملے تو ہمارا پرتپاک استقبال کیا اور نیک احساسات و خواھشات کا اظہار کیا ، پھر ممنوع شراب پیش کی، خود پی اور ہمیں بھی پینے کو کہا ، اس نے جتنا زیادہ اصرار کیا ہم لوگوں نے اتنا ھی اس ممنوع شراب سے نفرت کا اظہار کیا ۔ یہ دیکھ کر اس نے ہمیں ضرر پہنچانے کی دھمکی دی ، ہم لوگوں نے نہایت نفرت ، افسوس اور برھمی کے ساتھ اس جگہ کو چھوڑا ، اور اپنے دوستوں کے پاس مراجعت کی ، جنھوں نے بڑی خاطر تواضع کی ، طعام و مشروبات پیش کئے مگر ہمیں بھوک نہ تھی اس لیے معذرت چاھی ۔

انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ آنکھوں کے آگے ایک نہایت خوبصورت باغ تھا جس میں میوے دار درخت لگے ہوئے تھے اور نہریں جاری تھیں ، لیکن اس کا راستہ نہایت پر خطر نظر آیا ، ہر

طرف خاردار جھاڑیاں تھیں اور طرح طرح کی مشکلات تھیں اسلئے کوئی شخص باغ میں داخل نہ ھوسکتا تھاپھر کیا دیکھتا ھوں کہ وھی شخص نمودار ھوا اس کے ھاتھ میں وھی ممنوع شراب کا پیالہ تھا ، کہنے لگا کہ اس کو پی لیں تو میں اس باغ میں آپ کو لے جاؤنگا ـ میں نے سختی سے انکار کیا ، اس نے میرا ھاتھ پکڑ لیا اور میں اس سے الگ ھونے کیلئےجدوجہد کرنے لگا ، اس زور آزمائی میں میری نیند ٹوٹ گئی ، اور میں نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا ، کروٹ بدلی اور سو گیا ـ پھر وھی خواب دیکھا اور پھر جاگ اٹھا ، اب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اعانت کا خواھستگار ھوا ـ پھر جو میں نے یہی خواب دیکھا تو اس بار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ، اور ان کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی ، وہ فریبی شخص پھر نظر آیا ، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی لگی ، اور آدمی سے کتا بن گیا اور بھاگا . پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اب جا چکا ہے ، اس شہر میں مزید نہیں ٹھہرے گا ـ ـ جب میں جاگا تو وضو کرکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شکرانے کے طور پر دوگانہ ادا کیا ـ پھر میں اس جگہ کی طرف گیا جہاں اس کا مکان تھا ، مگر وہ مقام غیر آباد نظر آیا ، لوگوں نے بیان کیا کہ وہ شخص چند گھنٹے پہلے آیا ، ھر چیز کو ڈھاتا رھا اور یہ جگہ چھوڑ کر چلا گیا (۱۵) ـ

دشت نوردی

جیسا کہ اشارہ گذر چکا پندرہ سولہ سال کی عمر میں شیخ عبدالوھاب جنگلوں میں گھومتے پھرتے رھے ، زاھدوں ، جوگیوں سے ملتے رھے ، غیر مسلم سنیاسیوں کی صحبت میں ریاضت و عبادت کرتے رھے

اور روحانی تجربے کیلئے مشقت و مجاهدے کرتے رهے ، ان کے اخلاق و ایمانی قوت سے متاثر هو کر بہت سے عابد مرتاض اشخاص نے اسلام قبول کر لیا ، جس وقت شیخ مکه مکرمه پہنچے اسوقت ان کی عمر ۱۹ ـ ، ۲۰ ـ سال کی تھی ، اور وهاں شیخ علی متقی صاحب کنزالعمال ، کی خدمت سے وابسته رهے (۱٦)ـ

ایک بار شیخ عبدالحق نے شیخ کی خدمت میں یه عرض کیا : ,,اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے هی آپ اپنی ریاضتوں ، عبادتوں ، اور مجاهدوں سے بہت کچھ روحانی تجربات حاصل کر کے کمال کو پہنچ چکے تھے ، پھر آپ نے اپنے شیخ کی صحبت سے کیا حاصل کیا ؟ ,, شیخ نے جواب دیا ,, جو کچھ میں نے حاصل کیا وه شیخ کی دعاؤں ، توجه اور ارشادات کی بدولت حاصل کیا ,, ـ پھر آپ نے فرمایا :,,درحقیقت شریعت اور ایمان کی استقامت شیخ کی خدمت میں میّسر هوئی ـ میں صحرا نوردی کرتا رها مگر ایمانی قوت اس وقت حاصل هوئی جب میں شیخ کی خدمت میں پہنچا ، سب سے اعلی مقام ، جیسا که شیخ نے ارشاد فرمایا ، شریعت کی متابعت اور اس کی مضبوط استقامت هے ,, ـ

اتباع سنت

پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی متابعت کے ذکر کے دوران ، شیخ نے جو پیغمبر صلی الله علیه وسلم کی انتہائی محبت اور ان کے لئے ایثار کے جذبے سے بحد سرشار تھے ، ایک خواب کا ذکر کیا جس میں انہوں نے اپنے کو حضور صلی الله علیه وسلم کے گنبد مبارک کے اوپر پایا فرمایا :,,گنبد میں ایک شگاف تھا ، ناگہاں میں اس شگاف سے حضور صلی الله علیه وسلم کی ضَریح مبارک پر گر پڑا ، وهاں میں

اس طـرح ادھر اُدھر حرکت کرنے لگا گویا میں کسی چیز کو تلاش کر رہا تھا ـ پھر میں نے اپنے میں اتنی طاقت محسوس کی کہ میں وہاں سے مشرق و مغرب اور سارے عالم کے لئے نکل کھڑا ہوا » ـ

شیخ نے بیان کیا کہ میں نے اس خواب کا تذکرہ اپنے شیخ سے جو اس وقت بقید حیات تھے کیا ، شیخ نے یہ تعبیر بیان فرمائی کہ : «انشاء اللہ : اس خواب کا دیکھنے والا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں کمال کو پہنچے گا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اتنا غرق ہو گا کہ انکی عقیدت میں اپنے کو فنا کر دیگا اور بقاء دوام حاصل کریگا (۱۷) ـ

مقام جعرانہ مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ کی مسافت پر (یعنی ایک دن کے سفر کی دوری پر) ہے ، جہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور غزوۂ حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا تھا ، نیز اس مقام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا تھا ـ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق شیخ عبدالوہاب اس مقام پر تشریف لے جاتے ، سوتے اور چند گھنٹوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سینکڑوں بار سے زیادہ خواب میں سعادت حاصل فرماتے ـ عمـرہ ادا کرنے کی نیت سے شیخ اکثر و بیشتر اس مقام پر تشریف لے جاتے تھے ـ شیخ علی متقی اس مقام کی زیارت ننگے پاؤں چل کر کرتے ، روزہ رکھتے اور کثرت سے عمرہ ادا کرتے تھے ـ

شیخ کی تالیفات

شیخ عبدالحق نے انکے مؤلفات کا ذکر نہیں کیا ہے ـ البتہ ان کا بیان ہے کہ شیخ ہمیشہ اپنے شیخ علی المتقی کی کتابوں کی تحقیق

میں مشغول رهتے ، اُن کی کتابوں کی تعداد سو سے کچھ اوپر هے ، اور یه بھی بیان کرتے هیں که شیخ کتابوں کی نقلیں تیار کر کے روزی کماتے تھے ـ نیز اپنے شیخ کے علاوہ دوسروں کی کتابیں بہت کم نقل کرتے ـ شیخ ایسی نادر کتابوں کی تصحیح و نقل میں بھی مصروف رهتے تھے جو ان کے خیال میں طلبه اور عوام کے لئے نہایت مفید و کارآمد هوتیں (١٨) ـ

تعلیقات

١ ـ شیخ کی زندگی کے واقعات ان کے مرید و شاگرد شیخ عبدالحق محدث دهلوی کی مشہور تالف اخبار الاخیار اور ذیل کے مراجع سے ماخوذ هیں ، دیکھئے اخبار مطبوعه هاشمی پریس ، ١٢٧٨هـ صفحات ٢٥٣ ـ ٢٦٣ ـ هاشمی مجتبائی ، ١٢٨٠ هـ صفحات ٢٥٧ ـ ٢٦٧ ـ مجتبائی پریس ، ١٣٣٢ هـ ٢٦٩ ـ ٢٧٢ ، نیز حدائق الحنفیه صفحات ٣٩٢ ـ ٣٩٣ ـ تاریخ برهان پور ، کوثر پریس ، ص ١٥٥ ـ ١٥٦ ـ خزینة الاصفیاء ، جلد اول صفحات ١٣٨ ـ ١٤٠ ، تذکرہ علماء هند از رحمان علی ص ١٣٩ ـ وشیخ عبدالحق محدث دهلوی از ڈاکٹر خلیق احمد نظامی .

٢ ـ مالوہ کے مسلمان حکمرانوں کا پایهٔ تخت منڈو تھا ـ حسب بیان رحمان علی ، اب یه مقام منڈو گڑھ کے نام سے مشہور هے اور ریاست دھر میں واقع هے ـ
الادریسی کی کتاب « هند اور اس کے جوار کے مقامات » مترجمه سید مقبول احمد ، لیڈن ١٩٦٠ء ص ١٥٨ ، کے مطابق منڈو موجودہ مدھ پردیس کے مقام اجین یا مالوہ سے گویا نسبت رکھتا هے ـ

٣ ـ اخبار الاخیار ص ٢٥٨ ـ ونزهة الخواطر از سید عبدالحی بن فخرالدین الحسنی ، الطبعة الاولی ، جلد ٥ ، ص ٢٦٧ .

٤ ـ ایضاً

٥ ـ ایضاً هاشمی پریس : شیخ می گفتند که یک بار و برادر در راہ خدا که یافتیم عبدالوهاب بود ، ص ٢٥٨ (هاشمی و مجتبائی پریس ص ٢٧٠ (مجتبائی)

٦ ـ ایضاً ، ص ٢٥٨ ، و ڈاکٹر خلیق احمد نظامی : شیخ عبدالحق محدث دهلوی .

٧ ـ ایضاً ص ٢٥٩

٨ ـ ایضاً ـ

٩ ـ ایضاً

۱۰ ـ ایضاً ص ۲٦۰ ، ایضاً تاریخ برہانپور ص ۱۵٦ ـ ونزہة الخواطر ج ۵ ص ۲٦۷ .

۱۱ ـ ایضاً ص ۲٦۱

۱۲ ـ یہ ایک خاص دعا ہے جو " دعاء سیف اللہ " کے نام سے معروف ہے، اور جس کی خاص اجازت شیخ عبدالحق نے اپنے شیخ سے اعلی سند کی بنا پر حاصل کی ـ اس کی اجازت انہوں نے دوسرے مشائخ سے بھی لی اور اس دعا کو وہ جمعہ کے دن پڑھا کرتے تھے ـ دیکھئے مخطوطہ کلکتہ ورق ۲۸۹ و : دعاء سیف اللہ یقرأ یوم الجمعة ، اجازة للکاتب من بعض الصالحین بطریقة مکتوبة فی آخرہ ـ

۱۳ ـ مرجع مذکور ص ۲٦۱ ، نیز مخطوطة کلکتہ ورقہ ۲۸۹ ـ

۱۴ ـ مرجع مذکور ص ۲٦۳ ، ایضاً تاریخ برہانپور ص ۱۵٦

۱۵ ـ مرجع مذکور ص ۲٦۳ ـ ۲٦۵ ، نیز نزہة الخواطر ج ۵ ص ۲٦۷

۱٦ ـ مرجع مذکور ص ۲٦٦ ـ ایضاً نزہة الخواطر ، جلد ۵ ص ۲٦٦ ـ وتذکرۂ علماء ہند از رحمان علی ص ۱۳۹

۱۷ ـ مرجع مذکور ص ۲٦۷

۱۸ ـ ایضاً ۲۳٦ و ۲۵۸ ـ نیز دیکھئے خیر الدین الزرکلی : الاعلام جلد ۵ ص ۱۲۳ ـ ونواب صدیق حسن خان ، ابجد العلوم : ۸۹۵ ـ